Al-Mīthāq *(Research Journal of Islamic Theology)*
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 03, October-December 2024, **PP**: 251-260
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

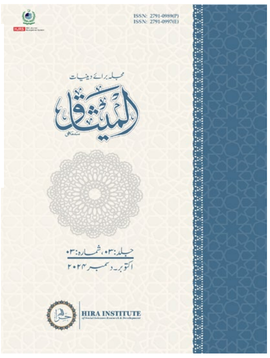

معاصر الحادی فکر کے اعتراضات کے جوابات میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا منہج واسلوب

Response to Contemporary Atheistic Thought: The Methodologies of Maulānā Syed Abul Aa'lā Maudūdī

1. Muhammad Atta ul Baseer attaulbaseer123@gmail.com	*PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, Dera Ismail Khan.*
2. Muhammad Harris Suhaib harrissuhaib1999@gmail.com	*MS Scholar, Department of Islamic Studies, Al Ghazali University, Karachi.*

How to Cite: Muhammad Atta ul Baseer and Muhammad Harris Suhaib. 2024: "Response to Contemporary Atheistic Thought: The Methodologies of Maulānā Syed Abul Aa'lā Maudūdī". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (03): 251-260.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
02-12-2024	19-12-2024	31-12-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: CC BY — This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI, Advanced Sciences Index, Advanced Science Index, CiteFactor, Asian Research Index, SCI, Google Scholar, تحقیقات, ADL Asian Digital Library, EuroPub, اردو جرائد اشاریہ

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

معاصر الحادی فکر کے اعتراضات کے جوابات میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا منہج واسلوب

Response to Contemporary Atheistic Thought: The Methodologies of Maulānā Syed Abul Aa'lā Maudūdī

1. **Muhammad Atta ul Baseer**
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
Qurtuba University of Science and Information Technology, Dera Ismail Khan.
attaulbaseer123@gmail.com

2. **Muhammad Harris Suhaib**
MS Scholar, Department of Islamic Studies, Al Ghazali University, Karachi.
harrissuhaib1999@gmail.com

Abstract

The concept of atheistic thought encompasses the denial of God's existence, aversion to religion, advocacy for free-thinking, rejection of divine attributes, and a tendency toward deviation. When the influence of contemporary atheistic thought began to emerge in the Indian subcontinent during the 20th century, the scholars of that era stood firm against it. Among these scholars was the renowned figure, Maulānā Syed Abul Aa'lā Maudūdī. He faced the challenges posed by his time with steadfastness, employing knowledge and research as his tools. To address the objections raised by modern civilization and contemporary atheistic thought, Maulānā Maudūdī developed a well-reasoned and comprehensive body of literature. Additionally, he adopted effective methods and strategies to introduce the affected individuals to the truth and authenticity of Islam. These efforts inspired many young individuals to return to the teachings of Islam. Maulānā Maudūdī employed various methods and strategies to acquaint different segments of society with Islamic teachings. Through these methodologies, he fulfilled a significant intellectual and scholarly responsibility by responding to the objections and doubts raised by contemporary atheistic thought. This research paper aims to highlight the methods and strategies employed by Maulānā Maudūdī to respond to the objections and misconceptions of contemporary atheistic thought.

Keywords: *Atheistic Thought, Objections, Maulānā Maudūdī, Religion, Strategies.*

تمہید

الحادی فکر کا مطلب خدا کے وجود کا انکار، مذہب سے بیزاری، آزاد فکری، خدائی صفات کا انکار اور انحراف کی روش اختیار کرنا ہے۔ معاصر الحادی فکر کے اثرات جب بیسویں صدی میں برصغیر پاک وہند میں رونما ہونا شروع ہوئے تو اس کے مقابلے میں اس دور کے اہلِ علم نے عَلمِ بغاوت بلند کیا۔ انہی اہلِ علم میں سے ایک نام مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کا ہے۔ انہوں نے اپنے دور کے اس درپیش چیلنج کا علم و تحقیق کے ذریعے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ تہذیبِ جدید اور معاصر الحادی فکر کی طرف سے اُٹھائے جانے والے اعتراضات کے جوابات کے لیے انہوں نے ایک بہترین و مدلل لٹریچر تیار کیا۔ انہوں نے متاثرہ افراد کو اسلام کی حقانیت اور حقائق سے روشناس کرانے کے لیے ایسے مناہج واسالیب اختیار کیے، جن سے متاثر ہو کر بہت سے نوجوان دوبارہ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوئے۔ انہوں نے مختلف طبقات کو اسلامی تعلیمات سے متعارف کرانے کے لیے مختلف اسالیب و مناہج اختیار کیے۔ ان اسالیب و مناہج کے ذریعے انہوں نے اپنے دور میں معاصر الحادی فکر کے اعتراضات کے جوابات کی صورت میں بہت بڑا علمی و تحقیقی فریضہ سرانجام دیا۔ پیش نظر مقالے میں مولانا مودودی

کے ان اسالیب ومناہج کو واضح کیا گیا ہے، جن کے ذریعے انہوں نے معاصر الحادی فکر کے شبہات واعتراضات کے جوابات دیے ہیں۔

سید مولانا مودودی نے ملحدین کے اعتراضات کے جوابات اور ان کی تشکیکی فکر کا رد پیش کرنے کے لیے مختلف مواقع کی مناسبت سے مختلف اسالیب ومناہج اختیار کیے ہیں۔ انہوں نے اپنے مخاطبین کی علمی اور فکری سطح کے مطابق انداز بیان اختیار کیا ہے۔ ان کی تحریر کا انداز منطقی، مدلل اور اپنے سامعین ومخاطبین کی فکری وذہنی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے۔ وہ تعلیم یافتہ طبقہ اور طلباء وعلماء کے لیے الگ انداز تخاطب اختیار کرتے ہیں، عام لوگوں کے لیے سادہ وعام فہم منہج واسلوب اپناتے ہیں اور جدید تعلیم یافتہ اور منطقی وفلسفی ذہن رکھنے والے لوگوں کے لیے مدلل وفلسفیانہ مباحث پر مشتمل انداز تحریر وتحقیق اختیار کرتے ہیں۔

معاصر الحادی فکر کی طرف سے پیش کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات اور ان کے رد میں سید مودودی نے جو اسالیب اور مناہج اختیار کیے ہیں آئندہ سطور میں ان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

وجودِ باری تعالیٰ پر اعتراض

معاصر الحادی فکر سے جنم لینے والے ملحدین کا سب سے اولین اور اہم اعتراض اس نظام کائنات کے خالق ومالک اور اس نظام کے چلانے والے خدا کے بارے میں ہے۔ ان کے مطابق اس کائنات کا کوئی خدا وخالق نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی وجود ہے، یہ نظام ہستی خود بخود وجود میں آیا ہے۔ انسان کا بھی کوئی خالق نہیں ہے اور انسانی وجود ارتقائی مراحل سے گزر کر وجود میں آیا ہے۔

ملحدین کے اس اعتراض کے سید مودودی نے مختلف اسالیب ومناہج میں جوابات دیئے ہیں۔ انہوں نے اس کے جواب میں سب سے پہلے دلیل کے طور پر سورۃ البقرۃ کی یہ آیت پیش کی ہے:

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔[1]

تم اللہ کا انکار کیسے کرتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے، پھر اس نے تمہیں زندگی عطاء کی، پھر وہ تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

وجود خدا کا انکار کرنے والے ملحدین کے اعتراض کے جواب میں دلیل کے طور پر مذکورہ آیت پیش کرنے کے بعد ان کا یوں رد کرتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان کا کوئی خالق نہ ہو اور وہ خود بخود وجود میں آ جائے۔ اس آیت میں تو واضح طور پر انسان کو بتایا جا رہا ہے کہ اس کا کوئی وجود نہیں تھا مگر اللہ نے اس کو وجود بخشا، وہی اللہ اس کو زندگی دیتا ہے اور وہی اللہ اسے موت دے کر دوبارہ زندہ فرمائے گا۔ اب یہ سب کچھ واضح ہو جانے کے باوجود بھی بھلا کوئی کیسے یہ کہہ سکتا ہے کہ انسان کا کوئی خالق نہیں اور یہ سارا نظام ایک حادثے کے سبب میں وجود میں آ گیا ہے۔

اس اعتراض کا جواب دینے کے لیے سید مودودی نے صرف قرآنی آیت کو بطور دلیل کے پیش کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ انہوں نے حدیث رسول ﷺ کے ذریعے سے بھی اس اعتراض کا رد پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ کی صفات اور تخلیقات کے ذریعے اس کی موجودگی کو اچھے طریقے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ دلیل کے طور پر حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم اس اللہ کی ایسی عبادت کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔[2]

اس حدیث کی سید مودودی نے یہ وضاحت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے اس فرمان عالی شان میں خدا کی موجودگی کا یقین اور اس کا شعور دلانے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ انسان کو عبادت کرتے وقت یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ وہ رب کی موجودگی وعظمت کو اپنے دل میں محسوس کرے۔ انسان خدا کو دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر اسے رب کی تخلیقات میں غور وفکر کرنے سے اس کی موجودگی کا

ادراک ضرور ہوتا ہے۔[3]

خدا کے وجود کے متعلق ملحدین کے اعتراض کا جواب دینے کے لیے سید مودودی نے قرآن وحدیث کو بطور دلیل پیش کرنے کے بعد سائنسی نقطہ نظر سے بھی اس اعتراض کا تسلی بخش جواب دیا ہے۔ انہوں نے یہ واضح کیا ہے کہ سائنسی قوانین اور اس کے اصول نہ صرف خدا کی تخلیقات اور اس کی تخلیقی قوتوں کا برملا اظہار کرتے ہیں، بلکہ خود خدا کے موجود ہونے پر ان اصولوں میں بہت سے دلائل و شواہد موجود ہیں۔ وہ سائنسی طریقہ کار اور اس کے اصولوں کو خدا کے وجود کے اقرار ذریعہ قرار دیتے ہیں، نا کہ اس کے انکار کا۔ اس سے متعلق وہ ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

سائنس جتنا آگے بڑھے گی اتنا ہی کائنات کے پیچیدہ نظام اور خدا کی حکمت کی گواہی دے گی۔[4]

سید مودودی نے سائنسی اصولوں کو دلیل بنا کر ملحدین کے وجود خدا پر اعتراض کا جہاں جواب دیا ہے، وہاں انہوں نے بہت سے مقامات پر عقلی دلائل کے ذریعے سے بھی خدا کے وجود کو ثابت کر کے معترضین کے اعتراض کا رد کیا ہے۔ انہوں نے عقلی دلیل کا استعمال کرتے ہوئے انسان کی فطرت، نظام کائنات کے وجود اور اس کی مقصدیت کے ذریعے سے یہ واضح کیا ہے کہ یہ تمام تخلیقات وجود خدا کے لیے ایک بہت بڑی شہادت اور گواہی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس سے متعلق وہ ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

کائنات میں جو منظم نظام، توازن اور مقصدیت پائی جاتی ہے، وہ خود عقل کو یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ اس کے پیچھے ایک اعلیٰ ذہن (خالق) موجود ہے۔[5]

اس عقلی دلیل سے انہوں نے یہ بھی واضح کر دیا اور وجود خدا کے بارے میں معترضین کا رد بھی پیش کر دیا کہ عقل کا تقاضہ بھی یہ ہے کہ اتنا غیر معمولی نظم وضبط کا پیدا ہونا اور ایک خاص انداز میں اس کا چلنا اور نشوونما پانا، عقلی طور پر یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کا تخلیق کار ہونا از حد ضروری ہے۔ یہ سارے نظام کا محض حادثہ کے نتیجے میں پیدا ہونا اور پھر ایک خاص ترتیب میں اس کا چلنا، عقلی طور پر محال ہے۔ پھر سبب ومسبب کے قانون کا یہ اصول بھی تقاضہ کرتا ہے کہ ہر چیز کا کوئی سبب ضرور ہوتا ہے اور کائنات کی تخلیق کا بھی کوئی سبب ہو گا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ کائنات کی تخلیق کا سبب خود خدا کا موجود ہونا ہے۔ اس کائنات کی تخلیق کا خود خدا ہی آخری سبب ہے، اس کے بعد پھر دور وتسلسل لازم آتا ہے، جو کہ محال ہے۔

معاد اور آخرت کا تصور

معاصر الحادی فکر کے علم بردار خدا کے وجود پر اعتراض کرنے کے بعد اکثر دوسرا بڑا اعتراض وہی کرتے ہیں، جو نزول قرآن کے زمانے کے مشرکین کیا کرتے تھے۔ وہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد ایک انسان کا دوبارہ زندہ ہونا کیسا ممکن ہے اور پھر اس کے بعد ایک نئی زندگی جسے آخرت کی زندگی کہا جاتا ہے، اس کو بھلا ہم کیوں کر مان سکتے ہیں؟ ان کے مطابق انسان کی یہی ایک ہی زندگی ہے اور انسان کے مرنے تک ہی اس زندگی کا امکان ہے اور اس کو ماننے کی گنجائش ہے۔ وہ اپنے اس مؤقف پر یہ دلیل دیتے ہیں کہ مرنے کے بعد جب انسان ذرات کی شکل میں بوسیدہ ہو کر بکھر جائے گا، تو اس کے بکھرے ذرات کو دوبارہ جمع کرنا اور پھر اس کو زندہ کرنا عقلاً ناممکن اور محال ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد آخرت کی زندگی، جو آج تک کسی نے دیکھی ہی نہیں ہے تو اس کا تسلیم کر لینا بھی عقلی طور پر محال ہے۔

سید مودودی نے جدید دور کے ان ملحدین کے اس اعتراض کا سب سے پہلے قرآنی آیت کے ذریعے وہی جواب دیا ہے، جو نزول قرآن کے وقت مشرکین کے اعتراضات کے جواب میں دیا گیا تھا۔ انہوں نے اس کے جواب میں سورہ یٰس کی یہ آیات پیش کی ہیں:

قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ۔[6]

کہتا ہے ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ کہو کہ انہیں وہی زندہ کرے گا، جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔

ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے سید مودودی نے ملحدین کے اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر ان منکرین کو اس بات کی یاد دہانی کرائی ہے کہ وہ اپنی تخلیق کی پہلی حالت پر غور کریں، اس طرح غور کرنے سے انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ جو ذات پہلی مرتبہ انسان کو بغیر کسی سبب کے پیدا کر سکتی ہے، تو دوبارہ بھی اس کے ذرات کے ذریعے سے اسے زندہ کر کے نئی زندگی دے سکتی ہے۔[7]

بعد الممات دوبارہ زندہ کیے جانے سے متعلق ملحدین کے اعتراض کا قرآنی آیات کے ذریعے جواب دینے کے بعد، سید مودودی نے حدیث کو بھی دلیل کے طور پر استعمال کیا ہے۔ انہوں نے اس اعتراض کا جواب دینے کے لیے یہ حدیث بطور دلیل پیش کی ہے:

يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ، الْمُؤْمِنُ عَلٰى إِيْمَانِهِ وَالْكَافِرُ عَلٰى كُفْرِهِ۔[8]

ہر شخص (قبر سے) اُسی دین پر اُٹھایا جائے گا جس پر اُس کی وفات ہوئی ہوگی۔ مؤمن اپنے ایمان کی حالت پر اور کافر اپنے کفر کی حالت پر اُٹھایا جائے گا۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے سید مودودی نے یہ واضح کیا ہے کہ آخرت اور حیات بعد الموت کا تصور صرف قرآن سے ثابت نہیں بلکہ احادیث میں بھی اس کی خوب وضاحت موجود ہے۔ رسول کریم ﷺ نے کئی احادیث مبارکہ میں بار بار آخرت، حیات بعد الموت اور قیامت کی یاد دہانی اور روز محشر حساب و کتاب کی وضاحت بھی فرمائی ہے۔ اس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان و ممکن عمل ہے۔ معترضین کا آخرت اور موت کے بعد زندگی سے متعلق اعتراض بالکل بے جا اور بلا دلیل ہے۔ آخرت کی زندگی تو مسلمانوں کا ایک بہت خاص اور اہم بلکہ بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ اسلامی عقائد میں بہت نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

سید مودودی ملحدین کے اس بے جا اعتراض کے جواب میں عقلی دلائل سے بھی یہ ثابت کرتے ہیں کہ اس دنیوی زندگی کو سنوارنے اور بہتر سے بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ موت کے بعد زندگی اور اس میں ان تمام اعمال کے محاسبے کا تصور ہو، تب ہی یہ دنیوی زندگی انسانیت کی فلاح و بہبود اور ترقی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ آخرت کا تصور دنیوی انسان میں جواب دہی کا احساس پیدا کر کے اسے خیر و بھلائی کی ترغیب دیتا ہے۔ اگر یہ تصور نہ ہو تو انسان اپنی مرضی کے مطابق خواہشات کا پیرو کار بن جائے گا اور دنیا میں انصاف و عدل اور توازن کا نظام مفقود و منہدم ہو کر رہ جائے گا۔ سید مودودی اپنے اس مؤقف کو عقلی طور پر ثابت کرنے کے لیے ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

موت کے بعد زندگی کا تصور انسان کی دنیاوی زندگی میں ایک ایسا محرک ہے، جو اسے نیکی کی ترغیب دے کر برائی سے روکتا ہے۔ یہ تصور دنیا میں بھی ایک منصفانہ معاشرے کی بنیاد فراہم کرتا ہے بلکہ یہ آخرت کی زندگی میں بھی کامیابی کا ضامن ہے۔[9]

تخلیقِ کائنات پر اعتراض

عہد جدید کے ملحدین کی طرف سے یہ ایک اعتراض بڑے زور و شور سے نہ صرف پیش کیا جاتا ہے، بلکہ یہ اعتراض معاصر الحادی فکر میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اس کائنات کا نظام خود بخود ایک حادثاتی عمل کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے اور چونکہ یہ سب کچھ اتفاقی طور پر تخلیق ہو گیا ہے، لہٰذا اس کائنات اور اس کے نظام کا کوئی خاص مقصد بھی نہیں۔

سید مودودی کی طرف سے اس اعتراض کا مختلف اسالیب و مناہج میں رد پیش کیا گیا ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں سید

مودودی نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں کئی مقامات پر اہم و تفصیلی مباحث بیان کیے ہیں۔ان میں سے یہ ایک آیت بھی بطور دلیل کے پیش کی جاتی ہے:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔[10]

بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات و دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

ملحدین جو کائنات کی تخلیق کو اتفاقی اور بے مقصد قرار دیتے ہیں، سید مودودی نے اس آیت کے ذریعے ان کے نظریہ کا اس طرح سے رد کیا ہے کہ قرآن نے یہاں جو عقل والوں یعنی انسان کو نظام کائنات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے، اس سے بخوبی یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس کائنات کا خالق ضرور موجود ہے جو کائنات کی وسعتوں اور پیچیدہ نظام میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ یہ عالی شان اور شاندار نظام جو نقص و خلل کے بغیر چلایا جا رہا ہے، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ سب کچھ محض اتفاقی و حادثاتی نہیں بلکہ ایک عظیم حکمت کے تحت تخلیق کیا گیا ہے۔[11] ایک دوسرے مقام پر ملحدین کے اس نظریے کا رد کرتے ہوئے سید مودودی استدلال کے طور پر یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں:

أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ۔[12]

کیا وہ جو پیدا کرتا ہے اور وہ جو پیدا نہیں کرتا، برابر ہو سکتے ہیں، پھر کیا تم غور و فکر نہیں کرتے۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

یہ آیت ملحدانہ سوچ کے لیے ایک چیلنج ہے، جو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا خود بخود وجود میں آئی ہے۔ خدا کی تخلیق اور اس کی نعمتوں کو دیکھ کر انسان کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ کسی اعلیٰ طاقت کے بغیر اس کائنات میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔[13]

اس اعتراض کے جواب میں سید مودودی نے مزید یہ وضاحت کی ہے کہ ملحدین کے مطابق تخلیق کائنات اور وجود انسانی بے مقصد ہیں۔ حالانکہ قرآن کی اس آیت میں واضح طور پر یہ بتایا گیا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔[14]

اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے وہ "خطبات" میں لکھتے ہیں:

زندگی کا اصل مقصد خدا کی بندگی اور اس کی رضا کا حصول ہے۔ یہ مقصد ہی انسان کی زندگی کو معنی بخشتا ہے اور اسے روحانی و اخلاقی ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔[15]

پھر سید مودودی نے عقلی دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ کائنات کا حیرت انگیز نظام اور ترتیب سے خود عقل بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی علیم و حکیم ذات ہی اس کی تخلیق و تدبیر کر رہی ہے۔ عقلی طور پر یہ بات مان لینا بالکل ممکن ہی نہیں کہ یہ سارا نظام کائنات محض ایک حادثے یا اتفاق کا نتیجہ ہے۔[16]

وحی اور نبوت پر اعتراضات

معاصر الحادی فکر کے علمبرداروں کی طرف سے وجودِ خدا، نظام کائنات اور آخرت و موت کے بعد کی زندگی کے بعد سب سے اہم اعتراض رسالت و وحی سے متعلق کیا جاتا ہے۔ ملحدین کے نظریے کے مطابق وحی اور نبوت کی کوئی حقیقت نہیں، یہ تصورات محض انسانی ذہن کی اپنی پیداوار ہیں۔ وحی اور نبوت چونکہ عقلی تصورات کے دائرے سے باہر ہیں، اس لیے ان کو ماننا ناممکن و محال ہے۔ لہٰذا اہم

ان تصورات کو کسی بھی صورت میں قبول نہیں کرتے۔

سید مودودی نے ملحدین کے وحی اور نبوت سے متعلق اعتراضات اور شکوک وشبہات کے اپنی کئی تحریروں میں تفصیلی جوابات دیئے اور مختلف اسالیب سے ان کا رد پیش کیا ہے۔ یہاں بھی نبوت ووحی کے بارے میں ایک اعتراض کا جواب سید مودودی کی طرف سے قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وحی اور نبوت کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے عقل کے ساتھ ساتھ بصیرت کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ عقل کے ساتھ بصیرت کا استعمال کرنے والے لوگ ہی ان کی حقیقت کا اچھی طرح ادراک کر سکتے ہیں۔ اس جواب کی دلیل کے طور پر وہ یہ آیت پیش کرتے ہیں:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى۔[17]

وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

اس آیت کی تشریح میں وہ یہ وضاحت کرتے ہیں کہ نبی کی تعلیمات کے الہامی ہونے پر یہ آیت واضح ثبوت ہے۔ نبی جو بھی بولتا ہے وہ وحی کی قوت سے بولتا ہے اور انسانیت کی بہتری کے لیے ہی بولتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وحی انسانی ذہن کی پیداوار نہیں، بلکہ یہ خدائی پیغام ہے جو نبی کی زبان سے صادر فرما کر انسانیت کی فلاح وکامیابی کا خدائی پیغام وحکم ہوتا ہے۔[18]

عقلی اسلوب میں بھی سید مودودی نے اس اعتراض کا جواب دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ وحی کو عقلی طور پر قبول کرنا ممکن نہیں۔ وحی اور عقل میں کوئی خاص تضاد نہیں۔ وحی تو خود عقل کو بھٹکنے سے بچا کر اس کے لیے درست سمت کی تعیین ورہنمائی کرتی ہے۔ اس سے متعلق وہ ایک تحریر میں عقلی دلائل سے یہ ثابت کرتے ہیں:

> عقل کا دائرہ محدود اور ہر معاملے تک اس کی مکمل پہنچ نہیں ہو سکتی۔ وحی ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو عقل کو ان حقائق سے آگاہی فراہم کرتی ہے جو اس کی حدود سے باہر ہیں۔ وحی ہی ایک ایسی قوت ہے جو عقل کو مکمل اور جامع فہم فراہم کرتی ہے۔[19]

اس عقلی دلیل سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ وحی کا مقصد عقل کو منجمد کرنا نہیں بلکہ اسے مکمل کرنا ہے۔ عقل کی رسائی جہاں نہیں ہو سکتی، وحی وہاں اس کو رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں سید مودودی نے ایک حدیث بھی دلیل کے طور پر پیش کی ہے، جسے انہوں نے وحی کی تصدیق کے طور پر پیش کیا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اور جو کچھ میں کہتا ہوں وہ میرے دل پر نازل ہوتا ہے۔[20] اس حدیث مبارکہ کی سید مودودی یہ وضاحت کرتے ہیں کہ خود نبی اکرم ﷺ نے وحی کے بارے میں یہ واضح کر دیا کہ وہ الہامی ہے اور اللہ کی طرف سے نازل کی جاتی ہے۔ اس حدیث میں صراحت کے ساتھ اس نظریے کو رد کر دیا گیا ہے کہ وحی انسانی دماغ کی تخلیق اور انسانی تخیل کی پیداوار ہے۔ اس میں بالکل واضح طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ وحی خدا کی طرف سے نازل کردہ ہدایت کا پیغام ہے جو نبی کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔[21]

سید مودودی کے اس استدلال سے بھی وحی ونبوت کے بارے میں معترضین کے اعتراض کا خوب رد ثابت ہو گیا ہے۔ یہاں یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ وحی ونبوت انسانی سوچ اور اس کی فکر کی پیداوار نہیں، بلکہ یہ خدا کے ہی پیدا کردہ اور بندوں سے رابطے اور ان کی ہدایت ورہنمائی کا ایک خدائی ذریعہ ہیں۔ یہ وحی ونبوت صرف خدا کے تخلیق کردہ حقیقی تصورات ہیں، جو انسانی عقل وفکر سے ماوراء ہیں۔

اسلام کے تصور اخلاقیات پر اعتراض

ملحدین نے اسلام کے بنیادی عقائد کے ساتھ ساتھ اس کے مختلف تصورات پر بھی اعتراضات کیے ہیں۔ ان تصورات کا انکار اور

اعتراضات کا بنیادی مقصد وہی ایک یعنی خدا و مذہب کا انکار کرنا ہے۔ انہوں نے ہر اس تصور اسلام کا انکار کیا ہے، جس کا تعلق مذہب اسلام یا وجودِ خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان کے ہر اعتراض کے پیچھے بنیادی طور پر یہی کوشش کار فرما ہے کہ انسان کو کسی نہ کسی طرح خدا و مذہب کی قیود سے آزاد کروا کر اپنی خواہشات اور جنسی ہوس و سرمایہ کا غلام بنا دیا جائے۔ انہی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے وہ ہر اس تصور و قید کا انکار کرتے ہیں، جو انسان کو خواہش نفس کی پیروی سے روکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اسلام کے تصور اخلاقیات کا بڑی شدت کے ساتھ انکار کرتے ہیں۔ اس انکار پر وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ مذہب و خدا کا انسانی اخلاقیات کے قوانین واصولوں کی تعیین سے کوئی تعلق نہیں۔ اس میں انسان مکمل طور پر آزاد ہے اور انسان اپنے ماحول و معاشرے کے مطابق خود ہی اپنے لیے اخلاقیات کے اصول و قوانین کی تعیین کر سکتا ہے۔ لہٰذا اخلاقیات وضع کرنے کے لیے خدا و مذہب کی مداخلت کی کوئی ضرورت نہیں۔

مولانا مودودی نے ملحدین کے اخلاقیات سے متعلق اس اعتراض کا قرآن و سنت کی روشنی میں یوں رد کیا ہے کہ تصورِ خدا اور اس کی ہدایات ہی دراصل اخلاقی قوانین کا ماخذ ہیں۔ اس دعوے پر وہ دلیل کے طور پر سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیت پیش کرتے ہیں:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ۔[22]

بے شک یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے، جو سب سے زیادہ سیدھا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ انسان کو سب سے واضح طور پر اچھائی اور برائی کا معیار قرآن و سنت ہی نے دکھایا ہے۔ جب قرآن و سنت میں اچھائی و برائی کے معیارات کی تعیین کر دی گئی ہے تو اب بھلا انسان خود کیسے اخلاقیات کے معیارات کی تعیین کر سکتا ہے؟

اس کی عقلی اسلوب میں وہ مزید یہ وضاحت کرتے ہیں کہ قرآن و سنت ہی انسانی اخلاقیات کا اصل مرکز ہیں۔ اب اگر انسان ان کو چھوڑ کر اپنی طرف سے اخلاقیات کے معیارات مقرر کرے گا تو یقینی بات ہے، وہ اپنی خواہشات اور مفادات کے تابع ہو جائے گا۔ ایسے میں وہ اخلاقی معیارات نہیں بلکہ انسانی خواہشات و مفادات کے تابع اصولوں کا مجموعہ بن جائیں گے۔ لہٰذا حقیقی اور مستقل اخلاقیات خدا کی ہدایت کے بغیر قائم ہو ہی نہیں سکتیں۔[23]

اس اعتراض پر وہ مزید ایک عقلی دلیل کے ساتھ یہ ثابت کرتے ہیں کہ خدا کے وجود اور اس کی ہدایات کے بغیر اخلاقیات کی کوئی مطلق بنیاد قائم ہو ہی نہیں سکتی۔ اگر خدا کا وجود اور اس کی ہدایات نہ ہوں تو کوئی کیسے اخلاقیات کے قوانین و معیارات وضع کرے گا۔ ایسے میں تو ہر شخص اپنے مفاد اور مرضی کے مطابق اچھائی و برائی کی مختلف تعریفات بتاتا رہے گا۔ ان مختلف تعریفات و معیارات کی وجہ سے معاشرہ مشکلات و انتشار کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔ لہٰذا اسلامی اخلاقیات کا مکمل انحصار خدا کے احکام اور اس کی رضا پر ہے، جو ناقابل تبدیل اور مستقل ہے۔[24]

زندگی کی مقصدیت پر اعتراض

معاصر الحادی فکر کے علمبرداروں کی طرف سے ایک یہ اعتراض بڑے زور وشور کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی خاص مقصد نہیں۔ انسان اس مادی دنیا میں صرف ایک مادی وجود ہے، جو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے جیتا ہے۔ انسان کے لیے لمحہ موجود ہی سب کچھ ہے، باقی سب بے معنی و بے کار ہے۔ لہٰذا انسان کو اس دنیا کی یہ زندگی خوب محنت کر کے عیش و عشرت اور خوشیوں کے ساتھ رنگین انداز میں بسر کرنے پر توجہ دینی چاہیے۔

مولانا مودودی نے معاصر ملحدین کے اس اعتراض کو یوں رد کیا ہے کہ اس مادی دنیا کی بنیادی ضروریات کو پورا کر کے خوشیوں

بھری آزاد زندگی گزارنا انسان کا حقیقی مقصد نہیں۔انسان کی زندگی کا حقیقی مقصد تو اللہ کو راضی کر کے آخرت کی ہمیشہ والی کامیابی کے حصول کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔الحادی نظریات نے ہی انسان سے اپنی زندگی کا اصل مقصد گم کرا دیا ہے اور اسے مادی دنیا کی خواہشات کی تکمیل میں الجھا کر رکھ دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اب انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی رک گئی ہے۔سید مودودی اپنی ایک تحریر میں اس سے متعلق لکھتے ہیں:

> الحاد انسان کو صرف مادی خواہشات تک محدود کر دیتا ہے، جبکہ اسلام انسانوں کو ان کے حقیقی مقصد یعنی اللہ کی بندگی اور آخرت کی کامیابی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔مادی دنیا کی تمام خواہشات فانی ہیں، جبکہ آخرت کی کامیابیاں ابدی ہیں۔[25]

زندگی کی مقصدیت کے متعلق سید مودودی کا یہ مؤقف ہے کہ اگر ملحدین کی بے مقصد زندگی والی بات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر انسانی وجود کی تخلیق بے معنی ہو جاتی ہے، حالانکہ قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق انسان کی زندگی کا مقصد بہت واضح ہے۔وہ مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد رب کی رضا اور اُخروی زندگی کی ابدی کامیابی کا حصول ہے۔سید مودودی اپنے اس مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

> الحاد انسان کو ایک بے مقصد زندگی کی طرف لے جاتا ہے، جہاں کوئی اعلیٰ مقصد نہیں ہوتا۔اسلام انسان کی زندگی کو ایک مقصد فراہم کرتا ہے، جو خدا کی بندگی اور آخرت میں کامیابی کا حصول ہے۔یہ مقصد انسان کو اخلاقی اور روحانی ترقی کی راہ دکھاتا ہے۔[26]

حاصل بحث

سید مولانا مودودی نے ملحدین کے اعتراضات کے جوابات اور ان کی تشکیکی فکر کا رد پیش کرنے کے لیے مختلف مواقع کی مناسبت سے مختلف اسالیب و مناہج اختیار کیے ہیں۔انہوں نے اپنے مخاطبین کی علمی اور فکری سطح کے مطابق انداز بیان اختیار کیا ہے۔ان کی تحریر کا انداز منطقی، مدلل اور اپنے سامعین و مخاطبین کی فکری و ذہنی سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے۔وہ تعلیم یافتہ طبقہ اور طلباء و علماء کے لیے الگ انداز تخاطب اختیار کرتے ہیں، عام لوگوں کے لیے سادہ و عام فہم منہج و اسلوب اپناتے ہیں اور جدید تعلیم یافتہ اور منطقی و فلسفی ذہن رکھنے والے لوگوں کے لیے مدلل و فلسفیانہ مباحث پر مشتمل انداز تحریر و تحقیق اختیار کرتے ہیں۔اسلامی عقائد، تصورات و نظریات پر جدید ملحدین کی طرف سے کیے جانے والے اعتراضات کے سید مودودی نے بہت مدلل جوابات دیئے ہیں۔ان جوابات میں بھی انہوں نے قارئین کو متاثر کرنے کے لیے اور حق کی درست دعوت پہنچانے کے لیے اور اسلام کا بنیادی تصور و تشخص متعارف کرانے کے لیے بہتر سے بہتر منہج و اسلوب تحریر اپنایا ہے۔انہوں نے ان جوابات میں قرآن و سنت سے بھی دلائل دیئے ہیں اور منطقی، عقلی و فلسفی انداز اور دلائل کے ذریعے سے بھی اپنی بات سمجھانے اور ہر سطح تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

حوالہ جات و حواشی

1 سورۃ البقرۃ 2:28۔

2 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (ریاض: دارالسلام، 2015ء)، کتاب الایمان ،باب سؤال جبریل النبیﷺ عن الایمان

والاسلام والاحسان وعلم الساعة، رقم الحدیث:50۔

3 مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، **رسائل ومسائل**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1968ء)، 4/110۔

4 مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، **تنقیحات**، (نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، 1964ء)، ص94۔

5 ایضاً، ص90۔

6 سورہ یٰس 36:78-79۔

7 مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، **تفہیم القرآن**، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، 2011ء)، 4/78۔

8 الدیلمی، شہردار بن شیرویہ الہمدانی، **مسند الفردوس**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1986ء)، رقم الحدیث: 8779، 5/466۔

9 مودودی، **تنقیحات**، ص175۔

10 سورۃ آل عمران 03:190۔

11 مودودی، **تفہیم القرآن**، 1/270۔

12 سورۃ النحل 16:17۔

13 مودودی، **تفہیم القرآن**، 2/441۔

14 سورۃ الذاریات 51:56۔

15 مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، **خطبات**، (دہلی: مکتبہ جماعت اسلامی، 2004ء)، ص110۔

16 مودودی، **تنقیحات**، ص32۔

17 سورۃ النجم 53:3۔

18 مودودی، **تفہیم القرآن**، 4/401۔

19 مودودی، **تنقیحات**، ص85۔

20 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللهﷺ، رقم الحدیث: 7277۔

21 مودودی، **رسائل ومسائل**، 2/340۔

22 سورۃ بنی اسرائیل 17:09۔

23 مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، **تفہیمات**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1968ء)، 1/101۔

24 مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، **اسلام کا نظریہ سیاسی**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1944ء)، ص42۔

25 مودودی، **تنقیحات**، ص45۔

26 مودودی، **خطبات**، ص90۔